بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹ رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم جمعہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۲۰/۵۵ | ۱۱ امان ۱۳۴۵ ہش ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ ۱۱ مارچ ۱۹۶۶ء | نمبر ۵۸

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ سراسر شیطانی وسوسہ ہے کہ انقطاع الی اللہ کے نتیجہ میں انسان تباہ ہو جائے گا

اللہ تعالیٰ کی راہ میں برباد ہونا آباد ہونا ہے اور اس کی راہ میں مارا جانا زندہ ہونا ہے

"قرآن شریف میں بھی لکھا ہے کہ مومن اور غیر مومن میں ہمیشہ فرقان ہوتا ہے مگر ایک کمبخت جلد باز خدا کے فرقان کو پسند نہیں کرتا بلکہ نفس کے فرقان کو پسند کرتا ہے۔ غلام کا کام ہے کہ وہ ہر وقت عبودیت کے لیے تیار رہے اور کسی مصیبت کی پرواہ نہ کرے۔ مگر ایک پاجی سرکش عبودیت سے تو انکار کرتا ہے اور خدا کو اپنا محکوم بنانا چاہتا ہے۔

تعلقات الٰہی ہمیشہ پاک بندوں سے ہوا کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا ہے اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى لوگوں پر جو احسان کرے ہرگز نہ جتلائے جو ابراہیمؑ کے صفات رکھتا ہے ابراہیم بن سکتا ہے۔ ہر ایک گناہ بخشنے کے قابل ہے مگر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کو معبود کارساز جاننا ایک ناقابل عفو گناہ ہے۔ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ۔ یہاں شرک سے یہی مراد نہیں کہ پتھروں وغیرہ کی پرستش کی جاوے بلکہ یہ ایک شرک ہے کہ اسباب کی پرستش کی جاوے [redacted] اور محبوبات دنیا پر زور دیا جاوے۔

اور معاصی کی مثال تو حقہ کی سی ہے کہ اس کے چھوڑ دینے سے کوئی دقت و مشکل کی بات نظر نہیں آتی مگر شرک کی مثال افیم کی ہے کہ وہ عادت ہو جاتی ہے جس کا چھوڑنا محال ہے۔ بعض کا یہ خیال ہوگا کہ انقطاع الی اللہ کرکے تباہ ہو جاویں؟ مگر یہ سراسر شیطانی وسوسہ ہے۔ اللہ کی راہ میں برباد ہونا آباد ہونا ہے۔ اس کی راہ میں مارا جانا زندہ ہونا ہے۔ کیا دنیا میں ایسی کم مثالیں اور نظیریں ہیں کہ جو لوگ اس کی راہ میں قتل کئے گئے ہلاک کئے گئے۔ ان کے زندہ جاوید ہونے کا ثبوت ذرہ ذرہ زمین میں ملتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی دیکھ لو کہ سب سے زیادہ اللہ کی راہ میں برباد کیا اور سب سے زیادہ دیا گیا چنانچہ تاریخ اسلام میں سب سے پہلا خلیفہ حضرت ابوبکرؓ ہی ہوا۔" (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۱۸)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۰ مارچ۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

ربوہ ۱۰ مارچ۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کی طبیعت اب بفضلہ تعالیٰ پہلے سے بہتر ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

٭ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ضلع پشاور میں نائب امیر ضلع کا قیام منظور فرماتے ہوئے مکرم مولوی محمد الطاف خان صاحب کو نائب امیر ضلع پشاور اور حاجی عبدالرحمٰن صاحب زمیندار کو امیر ضلع نواب شاہ تا ۶۸-۳۰ منظور فرمایا ہے۔ متعلقہ جماعتیں نوٹ فرمالیں

(ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

٭ مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب بی اے سیکرٹری وقف جدید لائل پور کئی دنوں سے بیمار ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامل صحت اور دراز عمر عطا فرمائے۔ اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا کرے آمین

(ناظم مال وقف جدید)

٭ ربوہ — مورخہ ۱۱ مارچ بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز مغرب محلہ دارالرحمت شرقی (الف) کی مسجد میں محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ خدام سے خطاب فرمائیں گے۔ جملہ احباب سے شمولیت کی درخواست ہے۔

مجید احمد عارف زعیم مجلس دارالرحمت شرقی الف ربوہ

٭ ربوہ ۱۰ مارچ۔ میرے نسبتی بھائی عزیزم لطیف احمد صاحب ابن مکرم حکیم محمد جمیل صاحب راولپنڈی کل مختصر سی علالت کے بعد کراچی میں وفات پا گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جنازہ ربوہ پہنچ چکا ہے۔ آج ظہر کی نماز کے بعد نماز جنازہ ہوگی۔ احباب مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے نیز والدین اور اقربا کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین (محمد صدیق صدر عمومی ربوہ)

٭ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے "فوری ضرورتوں پر کام آنے والے روپے کے سوا تمام روپیہ جو بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے وہ بطور امانت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہونا چاہیئے۔" (افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۶۶ء

لا رھبانیۃ فی الاسلام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"کوئی انسان کبھی اس شریف لقب اہل اسلام سے حقیقی طور پر ملقب نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ اپنا سارا وجود معہ اس کی تمام قوتوں اور خواہشوں اور ارادوں کے حوالہ بخدا نہ کر دیوے اور اپنی انانیت سے معہ اس کے جمیع لوازم کے ہاتھ اٹھا کر اسی کی راہ میں نہ لگ جاوے پس حقیقی طور پر اسی وقت کسی کو مسلمان کہا جائے گا۔ جب اس کی غافلانہ زندگی پر ایک سخت انقلاب وارد ہو کر اس کے نفس امارہ کا نقش ہستی معہ اس کے تمام جذبات کے یک دفعہ مٹ جائے اور پھر اس موت کے بعد محسن للہ ہونے کی نئی زندگی اس میں پیدا ہو جائے اور وہ ایسی پاک زندگی ہو جو اس میں بجز طاعت خالق اور ہمدردی مخلوق کے اور کچھ بھی نہ ہو۔

خالق کی طاعت اس طرح سے کہ اس کی عزت و جلال اور یگانگت ظاہر کرنے کے لئے بے عزتی اور ذلت قبول کرنے کے لئے مستعد ہو۔ اور اس کی وحدانیت کا نام زندہ کرنے کے لئے ہزاروں موتوں کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو۔ اور اس کی فرمانبرداری میں ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو بخوشی خاطر کاٹ سکے۔ اور اس کے احکام کی عظمت کا پیار اور اس کی رضا جوئی کی پیاس گناہ سے ایسی نفرت دلا دے کہ گویا وہ کھا جانے والی ایک آگ ہے یا ہلاک کرنے والی ایک زہر ہے یا بھسم کر دینے والی ایک بجلی ہے جس سے اپنی تمام قوتوں کے ساتھ بھاگنا چاہیے۔ غرض اس کی مرضی ماننے کے لئے اپنے نفس کی سب مرضیات چھوڑ دے اور اس کے پیوند کے لئے جانکاہ زخموں سے مجروح ہونا قبول کر لے اور اس کے تعلق کا ثبوت دینے کے لئے سب نفسانی تعلقات توڑ دے۔

اور خلق کی خدمت اس طرح سے کہ جس قدر خلقت کی حاجات ہیں اور جس قدر مختلف وجوہ اور طرق کی راہ سے قسام ازل نے بعض کو بعض کا محتاج کر رکھا ہے۔ ان تمام امور میں محض للہ اپنی حقیقی اور بے غرضانہ اور سچی ہمدردی سے جو اپنے وجود سے صادر ہو سکتی ہے۔ ان کو نفع پہنچاوے اور ہر یک مدد کے محتاج کو اپنی خداداد قوت سے مدد دے اور ان کی دنیا و آخرت دونوں کی اصلاح کے لئے زور لگاوے۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۱/۶۲)

اس سے ظاہر ہے کہ اسلام زندگی کو ایک خاص انداز سے گزارنے کا نام ہے۔ جس کی کسی قدر تشریح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا کلام میں کی گئی ہے۔ یہاں اپنے نفس کو مارنا اس معنی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کو اپنے نفس امارہ کے تقاضوں پر حاکم بنا لیا جاوے۔ جب کوئی انسان ایسا کمال پیدا کر لیتا ہے۔ وہ صحیح معنوں میں مسلمان بن جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ کمال زندگی کے اعمال ہی میں حاصل ہو سکتا ہے۔ ترک دنیا سے یہ کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اسلام میں رہبانیت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ نفس کی اس رنگ میں صحیح تعلیم و تربیت عام زندگی کے اعمال ہی میں ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جو قوے اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا کئے ہیں۔ ان کو صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے۔ ایسے قوے کو دبانے یا مٹانے سے یہ کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ دیگر مذاہب عیسائیت یا ہندومت میں نفس کشی کے جو طریقے رائج ہیں اسلام کو ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ عیسائیوں اور ہندوؤں کی دیکھا دیکھی بعض مسلمانوں میں بھی کسی حد تک یہ طریقے رائج ہو گئے ہیں۔ اور وہ بھی ترک دنیا کو مقصود بالذات سمجھتے ہیں۔ اور اپنے نفس پر طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھانے کو اصل ایمان سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی طرف سے بعض وظیفے اور چلہ کشی کے طریقے ایجاد کر لئے ہوئے ہیں۔ یہ چیزیں اسلام کا کوئی حصہ نہیں ہیں۔ اسلام ان سے بالکل علیحدہ اخلاقی نظریہ پیش کرتا ہے۔ اس میں نفس مارنے کے یہ معنی ہیں کہ اپنے تمام اعمال کو جو تقاضائے بشریت ہم بجا لاتے ہیں صبغۃ اللہ میں رنگ دیا جائے۔

ہندوؤں اور عیسائیوں میں نفس کشی کے جو طریقے ہیں وہ ہر لحاظ سے ناقابل اعتنا ہیں ان میں کمال حاصل کرنے سے نہ اپنے آپ کو اور نہ کسی دوسرے انسان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ چنانچہ ہندوؤں میں مذہب کا کمال یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ انسان اپنے قوٰے کو نکما بنا دے۔ مثلاً بازوؤں کو ایک حالت میں مدت تک رکھ کر خشک کر دیا جاوے۔ یا قوت مردمی کو تباہ کر دیا جاوے۔ یا عبادت میں خاص آسن جمانے کی مشق کی جاوے۔ یہ چیزیں محض تماشہ تو بن سکتی ہیں مگر حقیقی نجات کا باعث نہیں بن سکتیں۔ اسلام کا مقصد تو اس کے بالکل مختلف ہے۔ اسلام انسانی قوٰے کے صحیح استعمال کا نام ہے۔ اسلام جذبات کو قابو میں رکھنا سکھاتا ہے نہ کہ ان کو فنا کرنا تاکہ ان سے بہتر سے بہتر کام لیا جا سکے۔

ہندوؤں کی طرح عیسائی سنتوں نے بھی عجیب و غریب مشقیں ایجاد کر رکھی ہیں۔ چنانچہ مسٹر لیکی اپنی تصنیف "تاریخ اخلاق یورپ" میں لکھتے ہیں:۔

"سینٹ جروم ایک راہب کے کمالات کی ثنا خوانی کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ وہ ایسا مرد مجاہد تھا کہ اس نے ۳۰ برس تک صرف جَو کی روٹی پر قناعت کی اور سوائے گدلے پانی کے اور کسی مشروب کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ اسی طرح ایک دوسرا راہب میکاریس مسلسل چھ ماہ تک دلدل میں سوتا رہا اور اپنے جسم کو مچھروں اور مکھیوں کے کاٹنے کے لئے بالکل برہنہ رکھا وہ جہاں جاتا ایک من وزن اٹھائے رکھتا۔ اس کا شاگرد اپنے استاد سے بھی بازی لے گیا۔ اس نے ایک من کے بجائے پونے دو من اٹھانا اپنا معمول بنا لیا۔ اور وہ تین سال تک ایک خشک کنوئیں میں پڑا رہا سینٹ صرف وہی غلہ اپنے استعمال میں لانے کا عادی تھا۔ جو ایک ماہ تک پانی میں بھیگ کر گل سڑ چکا ہو۔ سینٹ بسرین نے چالیس روز خاردار جھاڑیوں میں بسر کئے اور ۴۰ برس تک سونے کے لئے بستر کو ممنوع سمجھا۔ ..... ایک معروف راہب جان تین برس تک مسلسل صرف ایک چٹان کا سہارا لیکر عبادت میں کھڑا رہا۔ ان میں سے بعض راہب ایسے بھی تھے۔ جو جان بوجھ کر شیروں اور اسی قسم کے دوسرے خوفناک درندوں کے بھٹ میں رہتے۔ انہیں لباس سے شدید نفرت ہوتی، اور جانوروں کی طرح ہاتھوں کے بل چلتے۔ ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ جسم کی صفائی اور نظافت روح کو کثیف بنا دیتی ہے۔ اور اس بنا پر مذہبی حلقوں میں صرف ایسے "فقراء" افراد کو ہی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ جو موت سے پہلے مٹی میں مل کر خاک ہو چکے ہوں"۔ (ترجمان القرآن [illegible])

اسلام کی رو سے یہ کوئی نیکی نہیں ہے بلکہ انسانیت اور مذہب کی توہین ہے۔ ایسی نفس کشی اور ایذا دہی سے کوئی کمال حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ کفران نعمت کے مترادف ہے۔ اسلام خودکشی نہیں بلکہ خود فراموشی کی تعلیم دیتا ہے۔ جس میں انسان روحانیت کا وہ مقام حاصل کرتا ہے۔ جہاں اس کے اعمال تخلقوا باخلاق اللہ کا مظہر بن جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی جگہ آگے فرماتے ہیں:۔

"مگر یہ للّٰہی وقف محض اسی صورت میں اسم بامسمیٰ ہوگا کہ جب تمام اعضاء للّٰہی طاعت کے رنگ سے ایسے رنگ پذیر ہو جائیں کہ گویا وہ ایک الٰہی آلہ ہیں جن کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً افعال الٰہیہ ظہور پذیر ہوتے ہیں یا ایک مصفا آئینہ ہیں جس میں تمام مرضیات الٰہیہ بصفائی تمام عکسی طور پر ظہور پذیر ہوتی رہتی ہیں۔ اور جب اس درجہ کاملہ پر للّٰہی طاعات و خدمات پہنچ جائیں تو اس صبغۃ اللہ کی برکت سے اس وحدت کے انسان کے قوے اور جوارح کی نسبت وحدت شہودی کے طور پر یہ کہنا صحیح ہوتا ہے۔ کہ مثلاً یہ آنکھیں خدا تعالیٰ کی آنکھیں اور یہ زبان خدا تعالیٰ کی زبان اور یہ ہاتھ خدا تعالیٰ کے ہاتھ اور یہ کان خدا تعالیٰ کے کان اور یہ پاؤں خدا تعالیٰ کے پاؤں ہیں۔ کیونکہ وہ تمام اعضاء اور قوتیں للّٰہی راہوں میں خدا تعالیٰ کے ارادوں سے پُر ہو کر اور اسکی خواہشوں کی تصویر بنکر اس لائق ہو جاتی ہیں کہ انکو اسی کا روپ کہا جاوے، وجہ یہ کہ جیسے ایک شخص کے اعضاء پورے طور پر اس کی مرضی اور ارادہ کے تابع ہوتے ہیں۔ ایسا ہی کامل انسان اس درجہ پر پہنچ کر خدا تعالیٰ کی مرضیات و ارادات سے موافقت تامہ پیدا کر لیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت اور مالکیت اور معبودیت اور اس کی ہر یک مرضی اور خواہش کی بات ایسی ہی اسکو پیاری معلوم ہوتی ہے کہ جیسی خدا تعالیٰ کو۔ سو یہ عظیم الشان قسمی طاعت و خدمت جو پیار اور محبت سے ملی ہوئی اور خلوص اور حنیفیت تامہ سے بھری ہوئی ہے۔ یہی اسلام اور اسلام کی حقیقت اور اسلام کا لب لباب ہے۔ جو نفس اور خلق اور ہوا اور ارادہ سے موت حاصل کرنے کے بعد ملتا ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۳)

خطبۂ نکاح

اپنی زندگیوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے مطابق گزارنے کی کوشش کرو

(مرتبہ:۔ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی)

ربوہ ۱۳ / فروری ۶۶ء۔ بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک میں قریشی محمد رشید صاحب ابن مکرم قریشی محمد نذیر صاحب فاضل احمد نگر متصل ربوہ کا نکاح ہمراہ سیدہ رفیقہ بیگم صاحبہ بنت مکرم سید ولی محمد شاہ صاحب مرحوم رحمان پورہ لاہور بعوض مبلغ دو ہزار روپیہ مہر پڑھا۔ اس موقعہ پر حضور نے جو مختصر خطبہ ارشاد فرمایا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

خطبہ مسنونہ کے بعد حضور نے فرمایا:۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہر جہت اور ہر لحاظ سے ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ ہیں اور ایک جہت اس دنیوی زندگی کی ایک انسان کا بطور خاوند کے زندگی گزارنا ہے اس لئے ہمارے مرد کو جو شادی کرتا ہے شادی کے وقت سے ہی نیت کر لینی چاہیئے کہ میں بطور خاوند اپنی زندگی اُس اسوۂ حسنہ کے مطابق گزاروں گا جو اس سلسلہ میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا ہے اگر ہم میں سے ہر مرد اس بات کی نیت کرے اور پھر اسے اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق مل جائے تو سارے خاندان کی یہ دنیوی زندگی بڑی خوشحالی سے گزرے گی۔

اس کے بعد حضور نے ایجاب وقبول کرایا اور حاضرین سمیت اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا فرمائی۔

تحریکِ صدقہ

(محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منوّر احمد صاحب)

خاکسار نے اپنی گزشتہ ایک تحریک میں احبابِ جماعت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تھی کہ صدقات کی رقوم نہ آنے سے غریب ونادار مریضوں کا علاج مجبوراً بند کرنا پڑا ہے۔ خاکسار کی اس تحریک پر احبابِ جماعت نے فوری طور پر صدقات کی رقوم بھجوانی شروع کر دیں لہذا اللہ تعالےٰ کے فضل سے پھر غریب ونادار مریضوں کا علاج اس مد سے شروع کر دیا گیا ہے مگر ابھی رقوم کم آ رہی ہیں اور ڈر ہے کہ کہیں کچھ عرصہ بعد پھر یہ نیک کام بند نہ کرنا پڑے پس میں دوستوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ صدقات دیتے وقت اپنے غریب بھائیوں کے علاج کا خیال رکھیں اور ایسی رقوم زیادہ سے زیادہ فضلِ عمر ہسپتال کو بھجوا کر اللہ تعالےٰ کی رضاء حاصل کرنے کی کوشش فرمایا کریں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

والسّلام

خاکسار مرزا منوّر احمد

لوہے اور تانبے سے کام لینے والے دو پیغمبر

قرآن حکیم کی تائید میں آثارِ قدیمہ کی شہادت

(از مکرم شیخ عبد القادر صاحب حالی سٹریٹ اسلامیہ پارک لاہور)

قرآن مجید دنیا میں ایک منفرد کتاب ہے جس نے یہ بتایا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کر دیا گیا۔ آپ نے ایک ایسا آہنی لباس تیار کیا جس کے باعث آپ کی افواج کو ہمسایہ متحارب اقوام پر برتری حاصل ہو گئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذکر میں قرآن کریم نے یہ بتایا کہ ان کے لئے ہوائیں مسخر کی گئیں۔ ان کے لئے تانبے کا چشمہ بہایا گیا۔ تانبے کی انڈسٹری کو آپ نے بہت ترقی دی۔ بہت سی چیزیں بننے لگیں۔ آپ کی سٹیٹ کی برتری اور خوشحالی میں آپ کی بحریہ اور تانبے کی انڈسٹری کا بہت بڑا عمل دخل تھا۔ ان دنوں میں آپ نے ہواؤں سے کام لیا۔

بائیبل میں یہ تفصیلات نہیں ملتیں۔ آثارِ قدیمہ سے وہ ساری چیزیں نکل آئی ہیں جن کا قرآن حکیم نے ذکر کیا ہے علمائے بائیبل حیران ہیں کہ ارض کنعان و حجاز نے ایسے آثار اُگل دیئے جن کا بائیبل میں کوئی ذکر نہیں۔ تورات میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ بنی اسرائیل ارضِ کنعان کی کانوں سے لوہا اور تانبہ نکالیں گے۔ (استثناء $\frac{8}{9}$) لیکن یہ کس نے نکالا بائیبل خاموش ہے۔

بائیبل کی مصوّر ڈکشنری میں حضرت سلیمان علیہ السلام پر جو نوٹ دیا گیا اس میں لکھا ہے۔

It is only in comparatively recent years that the great mining and smelting enterprises of Solomon have become known, for they are not refered to in Bible.

The Zondervan Pictorial Bible Dictionary.

ابھی حال ہی میں آثار قدیمہ کی کھدائی میں حضرت سلیمانؑ کے اس عظیم الشان کارنامے کا علم ہوا ہے جو کہ خام دھاتوں کی کان کنی اور ان کے پگھلانے میں آپ نے انجام دیا جبکہ آپ کے اس کام کا بائیبل نے کوئی ذکر نہیں کیا۔

قرآن حکیم میں ہے کہ حضرت داؤد کے لئے لوہا نرم کر دیا گیا۔ راڈویل نے اپنے ترجمہ قرآن میں اعتراض کیا ہے کہ یہ بیان محض ایک طلسماتی امر ہے۔ حضرت داؤد نے بہت سی جنگیں لڑیں اس لئے زرہیں بنانے کی کہانی آپ کے نام سے منسوب کر دی گئی۔

اب حجاز کے شمال میں اَدُومیہ کی کھدائی میں وہ لوہے کی کانیں نکل آئی ہیں جو کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کھدوائیں۔ کانوں کے اس علاقہ پر قبضہ کے بعد بنی اسرائیل آہنی دَور میں داخل ہو گئے۔

اس انکشاف کے بعد قرآنِ حکیم کی صداقت بالکل واضح ہے۔ سورہ سبا میں فرمایا:۔

ولقد اٰتینا داؤد منّا
فضلاً یٰجبال اوّبی معہٗ
والطیر والنّا لہ الحدید
ان اعمل سٰبغٰتٍ وّقدّر
فی السّرد واعملوا صالحا
انّی بما تعملون بصیر۔
ولسلیمٰن الرّیح
غدوّھا شھرٌ وّ رواحھا
شھر۔ واسلنا لہٗ عین القطر
(آیات ۱۱-۱۳)

"ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے فضل عطا کیا تھا (اور کہا تھا کہ) اے پہاڑوں کے رہنے والو تم بھی اور اے دآسمانِ روحانیت میں اُڑنے والو) پرندو تم بھی اس کے ساتھ خدا کی تسبیح کرو۔ اور ہم نے اس کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا۔

(اور کہا تھا کہ) پورے سائز کی زرہیں بناؤ اور ان کے حلقے چھوٹے بنانا اور (اے داؤد کے ساتھیو) اپنے ایمان کے مطابق عمل کرو۔ اور میں تمہارے عمل کو دیکھ رہا ہوں۔

اور ہم نے سلیمان کو ایسی ہوا عطا کی تھی جس کا صبح کا چلنا ایک مہینہ کے برابر ہوتا تھا اور شام کا چلنا بھی ایک مہینہ کے برابر ہوتا تھا۔ اور ہم نے اس کے لئے تانبے کا چشمہ پگھلا دیا تھا۔"

سورہ انبیاء میں فرمایا:۔

وعلمنٰہ صنعۃ لبوس لکم لتحصنکم من باسکم فھل انتم شٰکرون۔
(آیت ۸۱)

اور ہم نے داؤدؑ کو ایک لباس کا بنانا سکھایا تھا تاکہ وہ تمہاری جان لڑائی میں بچائے پس کیا تم شکر گزار ہوگے؟

ان آیات سے ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل میں لوہے اور تانبے کی قومی صنعت کا آغاز کرنے والے حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام تھے۔ سورۂ سبا میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں تیار کی جانے والی مصنوعات کا بھی ذکر ہے۔ محاریب، تماثیل، بڑے بڑے لگن جو حوضوں کے برابر ہوتے تھے اور بھاری بھاری دیگیں۔ اسی طرح ان آیات اور دوسری آیات میں حضرت سلیمانؑ کے لئے ہواؤں کی تسخیر کا ذکر ہے۔ ان کے بادبانی جہاز مہینوں کا سفر دنوں میں طے کر لیتے۔ مخالف اور موافق ہواؤں کا علم آپ کو دیا گیا۔ فونیقی اور سبائی سمندری ہواؤں کے بڑے ماہر اور بہترین جہاز ران تھے۔ ان کی خدمات آپ کو حاصل ہوگئیں۔ اس طرح آپ کے جہاز خلیج عقبہ اور بحرِ قلزم میں نہایت کامیابی سے چلنے لگے۔

آثارِ قدیمہ سے یہ سب باتیں منکشف ہو چکی ہیں۔

۱۔ ادومیہ کی لوہے کی کانوں میں حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے ذیشان بیٹے کی کھدائیوں کے آثار ملے ہیں۔

۲۔ وادی عربہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی تانبے کی کانیں منکشف ہوئی ہیں علاقے کا نام خربۃ نحاس ہے۔

۳۔ خلیج عقبہ کے شمالی سرے پر تل الخلیفہ کی کھدائی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی ریفائنری نکلی ہے۔ یہ عظیم کارخانہ تانبے اور لوہے کی ڈھلائی کے لئے بنایا گیا۔ اسی ریفائنری میں عین القطر (تانبے کا چشمہ) جاری تھا جس کا قرآنِ کریم میں ذکر ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس کارخانے کی بھٹیاں تیز ہوا کے دباؤ کے طریقہ (Forced-air draft) پر چلتی تھیں۔ یہ ایک پیچیدہ نظام ہے جس کا مکمل علم ابھی تک نہیں ہوا۔ قرآنِ حکیم میں بھی ہواؤں کی تسخیر کے بعد عین القطر کے بہائے جانے کا ذکر ہے جس میں یہ اشارہ کیا گیا کہ ہواؤں سے آپ نے اپنی بحریہ میں اور تانبے کو پگھلانے میں کام لیا بھٹیاں وادی عربہ میں چلنے والی تیز ہواؤں کے مخالف رخ پر بنائی گئیں۔ ان ہواؤں کو سرنگوں میں سے گذار کر وہ دباؤ مہیا کیا گیا جو کہ "حرارتِ مستقل کے لئے ضروری ہے۔ اس آگ میں سے آپ کے لئے تانبے کا چشمہ جاری ہوگیا۔ یہ علاقہ صنعتی شہر بن چکا تھا اور بندرگاہ بھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی تانبے کی کانیں نجب میں بھی ملی ہیں۔ یہاں بھی ایک "انڈسٹریل ٹاؤن" موجود تھا قلعہ بند مضافات نکلے ہیں۔

۴۔ خلیج عقبہ کے شمالی سرے پر حضرت سلیمانؑ کی بندرگاہ "عصیون جابر" کے آثار بھی ملے ہیں۔ وادی عربہ کے دونوں طرف متوازی پہاڑوں کا سلسلہ ہے جو کہ کم و بیش سو میل تک ممتد ہے۔ اس وادی میں شمالاً جنوباً تیز ہوائیں چلتی ہیں۔ اس وادی کے آخری سرے پر خلیج عقبہ ہے۔ اس مقام پر (عصیون جابر میں) آپ نے ایک بندرگاہ تعمیر کی۔ یہیں آپ نے دھاتیں پگھلانے والی فیکٹری لگا دی۔ ہواؤں کے زور سے آپ کے جہاز چلتے، بھٹیاں دہکتیں مصنوعات تیار ہوتیں۔ جہازوں کے ذریعہ دساور کو مال بھیجا جاتا جس کے تبادلہ میں سونا اور دوسری نعمتیں کھنچی چلی آتیں۔ اس طرح آپ کی مملکت نہایت درجہ خوشحال ہو گئی۔

فلپ حتی "تاریخِ شام" میں لکھتے ہیں:۔

"لوہا پگھلانے اور صاف کرنے کا عمل فلسطینی بڑے اہتمام سے مخفی رکھتے تھے ۔۔۔ حضرت داؤدؑ کے زمانہ تک (وفات ۹۶۰ ق م) غیر فلسطینی عناصر کو لوہا پگھلانے اور صاف کرنے کا پُرپیچ عمل معلوم نہ ہو سکا۔ اس وقت فلسطین پر فلسطینیوں کی گرفت ڈھیلی ہو چکی تھی۔ حضرت داؤدؑ نے فلسطینیوں کو مسخر کرنے کے علاوہ ادوم کو بھی فتح کر لیا جو خام لوہے کا بہت بڑا مرکز تھا ۔۔۔ یوں فلسطینیوں نے شامی حضارت کو برنجی دَور سے اٹھا کر اعلےٰ آہنی دَور میں پہنچا دیا۔ یقیناً یہ ان کا سب سے بڑا کارنامہ تھا۔ (صفحہ ۱۴۹۔۱۴۸)

یہی مؤرخ عہدِ سلیمانی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"تانبا اور لوہا عصیون جابر میں صاف کیا جاتا تھا۔ یہ برآمد کی سب سے بڑی جنسیں تھیں۔ اور سمندر کے راستوں اور قافلوں کے ذریعے سے عرب اور ہندوستان بھیجی جاتی تھیں اور ان کے بدلے میں مختلف چیزیں لی جاتی تھیں۔ ادوم کے علاوہ خلیج عقبہ اور بحرِ میّت کے درمیان پورے علاقے میں تانبے اور لوہے کی گرانبہا کانیں تھیں۔ اس حصے کو آجکل "العربہ" کہتے ہیں۔ اس وجہ سے حضرت سلیمانؑ نے عصیون جابر میں ان دھاتوں کے پگھلانے کا کارخانہ قائم کر دیا تھا۔[1]

البرائٹ نے اپنی کتاب فلسطینی آثارِ قدیمہ میں لکھا ہے:۔

"اس میں کوئی کلام نہیں کہ عصیون جابر کا کارخانہ دھاتوں کے پگھلانے کا ایک عظیم منصوبہ تھا لیکن تانبے کی تحلیل اور اس کو کام میں لانے کا فن، ماہرین کے نزدیک آج بھی ایک راز ہے۔ وہ اس معمہ کو پورے طور پر حل نہیں کر سکے کہ اس کی تکنیک کیا تھی۔[2]

جیک فنی گن نے اپنی کتاب Light from The Ancient Past میں لوہے اور تانبے کی صنعت کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"جب حضرت داؤدؑ نے ادوم پر تسلط حاصل کر لیا تو یقیناً آپ نے اس علاقہ کی معاون کے کام کو بھی جاری رکھا ہوگا لیکن یہ حضرت سلیمان تھے جنہوں نے اس انڈسٹری کو وادی العربہ میں پوری مہارت اور قابلیت سے قومی سکیل پر شروع کیا اور کمال پر پہنچا دیا۔" (صفحہ ۱۸۲)

یہی مصنف لکھتے ہیں:۔

"خلیج عقبہ کے کنارے پر حضرت سلیمانؑ نے جو بندرگاہ بنائی۔ اس کے لئے آپ نے جس جگہ کا انتخاب کیا۔ وہ بہت موزوں مقام تھا کیونکہ اس کے مشرق میں ادوم کے پہاڑوں کا طویل سلسلہ تھا۔ اور مغرب میں فلسطین کے پہاڑوں کا سلسلہ دُور دُور تک پھیلا ہوا تھا ان دونوں سلسلوں کے درمیان وادی عربہ ہے جو کہ شمالاً جنوباً پھیلی ہوئی ہے۔ اس وادی کے جنوبی سرے پر آپ نے خلیج عقبہ کے کنارے بندرگاہ تعمیر کی۔ پہاڑوں کے متوازی سلسلہ کی وجہ سے شمال سے تیز اور مسلسل چلنے والی ہوائیں وادی عربہ میں سے گزرتیں اور جنوب میں آپ کے بادبانی جہازوں کو برق رفتاری سے چلنے میں مدد دیتی تھیں۔ پھر ان ہواؤں کی وجہ سے حضرت سلیمانؑ کا بسایا ہوا شہر نہ صرف یہ کہ ایک اچھی بندرگاہ ثابت ہوا بلکہ وہ ایک اہم صنعتی شہر بھی بن گیا۔ چنانچہ اس شہر (تل الخلیفہ) کی کھدائی میں نہایت پیچیدہ نظام والی وہ بھٹیاں برآمد ہوئی ہیں جن میں خام لوہے اور تانبے کو پگھلایا اور صاف کیا جاتا اور ان سے صنعتی اشیاء تیار کی جاتیں جن کی نہ صرف اپنے ملک میں کھپت ہوتی بلکہ دوسرے ممالک کو بھی برآمد کی جاتیں۔

لوہا اور تانبا پگھلانے والی بھٹیاں ایسے رُخ اور زاویہ پر بنائی گئی تھیں جن کی تکنیک یہ تھی کہ شمالی ہواؤں کو زیادہ سے زیادہ مسخر کرکے پلانٹ میں سے گزارا جائے تاکہ مسلسل حرارت، دھاتوں کو پگھلانے میں مدد دے۔ خام مال وادی عربہ سے مل جاتا تھا۔ خلیج عقبہ سے لے کر بحرِ میّت تک لوہے اور تانبے کے بڑے بڑے ذخیرے پھیلے ہوئے تھے جن میں حضرت سلیمان کے وقت کی کان کنی اور کھدائی کے آثار آج بھی نظر آتے ہیں۔ ان کانوں میں سے خام مال نکال کر انہیں پہلے مرحلہ کی پگلائی میں سے گزارا گیا ہے۔ یہ خام مال وہاں کے آثار سے برآمد ہوا ہے۔ (صفحہ ۱۸۱)

بنی اسرائیل میں لوہے اور تانبے کا عہد کب شروع ہوا؟ یہ ایک متنازعہ مسئلہ تھا۔ قرآنی تصریحات ایک حقیقتِ ثابتہ بن کر سامنے آ رہی ہیں۔

---

[1] تاریخِ شام (اردو ترجمہ) ۱۵۳ ۔ ۱۵۴
[2] دی آرکیالوجی آف پیلسٹائن صفحہ ۱۲۸

مربیانِ سلسلہ کی اطلاع کیلئے ضروری اعلان

شعبہ رشتہ ناطہ کی طرف سے عہدیداران کی خدمت میں درخواست کی گئی ہے کہ وہ قابلِ شادی ذکور و اناث کی فہرستیں مرتب کرکے جلد مرکز میں بھجوا دیں۔ آپ بھی عہدیداران کو اس کام کی جلد تکمیل کے لئے وقتاً فوقتاً توجہ دلاتے رہیں اور اس سلسلہ میں اپنی مساعی سے مرکز کو باخبر رکھیں۔
(ناظر اصلاح و ارشاد)

جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائینگے

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(مکرم نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱)

قرآن مجید ہستی باری تعالیٰ کی دلیل ناطق حقانیت اسلام پر برہان ساطع اور سرور کائنات حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا معجزہ خالدہ ہے۔ قرآن کریم کے ارشادات اور تعلیمات فرزندان اسلام کے لئے ابر رحمت ہے اور ان کی روحانی معاشرتی اور اخلاقی بیماریوں میں تریاق اعظم ہر مسلمان کا یہی عقیدہ راسخہ ہے اور اسی اعتقاد، محبت اور والہانہ جذبہ کے پیش نظر قرآنی معارف اور نکات کے متعلق چودہ سو سال سے اہل علم و قلم اپنے اور بیگانے تحریر کر رہے ہیں۔ قرآن کریم کی تاثیرات قدسیہ روح پرور کلمات اور دلآویز اسالیب بیانیہ کی وجہ سے کفار قرآن کریم کو سحر اور جادو سے تعبیر کرتے تھے۔ "واذا تتلیٰ علیہم اٰیٰتنا بیّنٰت قال الذین کفروا للحق لما جاءھم ھٰذا سحر مبین" (احقاف)

یعنی جب ان کفار پر ہماری کھلی کھلی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ واضح جادو ہے۔ بلکہ اس سے بڑھکر قرآن کریم کی خارق عادت تاثیر جاذبہ اور قوت تسخیر کا عملی اعتراف کرتے ہوئے رؤساء مکہ کفار کو کہتے تھے کہ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کو قرآن سنانے لگیں تو شور کر دو تاکہ لوگ اس کو نہ سن سکیں۔

"وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھٰذا القراٰن والغوا فیہ لعلکم تغلبون" کفار نے کہا کہ اس قرآن کو مت سنو اور اس کے پڑھتے وقت شور و غل کیا کرو تاکہ تم غالب رہو۔

(۲)

"تاریخ اسلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایسے اشخاص قرآن کریم کے سننے سے اسلام لائے جن کے متعلق آغوش اسلام میں آنے کا خیال تک نہ کیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ انہوں نے اسلام کی مخالفت میں انتہائی شہرت اختیار کی۔ حضرت عمرؓ کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ مسلح ہو کر حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) ختم کرنے کے لئے نکلے" ہیں۔ لیکن اپنی ہمشیرہ کے گھر آپ نے قرآنی آیات کو سنا تو قرآنی جاذبہ اثر سے تلوار ان کے ہاتھ سے گر جاتی ہے۔ حضرت عمر نے جس وقت سورت طٰہٰ کی آیت

"اننی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری" کو سنا تو آپ پکار اٹھے "امن ھٰذا فرت قریش؟ امن ھٰذا فرت قریش" کیا قریش نے اس قسم کے کلام مقدس سے فرار کیا ہوا ہے؟

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ نے حضرت عمرؓ کی تلوار کو نیچے گرا دیا۔ ان کا غصہ ایک لمحہ میں ٹھنڈا ہو گیا اور ہمشیرہ کے گھر سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔

جئتُ اُسلمُ علیٰ یدیک

خادم حضور کی خدمت مبارکہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرنے کے لئے آیا ہے

(۳)

قرآن کریم کے علوم حاصل کرنے اور اس سے روحانی معارف کے استفادہ کی پہلی منزل قرآن کریم کا ناظرہ پڑھنا ہے قرآن کریم کے ناظرہ پڑھنے اور سیکھنے سے عشق قرآن کی ابتداء ہوتی ہے۔ مگر نہایت افسوس کا مقام ہے کہ مغربی تہذیب کے مسموم اثرات کے پیش نظر مسلمانوں کی نئی پود سے بالخصوص قرآن کریم کے ناظرہ پڑھنے کی نیکی غائب ہو رہی ہے اور ایسے خاندان و گھرانے جنہوں نے مغربیت کو اپنا لیا ہے اور ان کی تعلیم غیر ملکی تعلیمی اداروں میں ہوئی ہے۔ تو قرآن کریم کو قطعاً بالکل جانتے ہی نہیں ہیں وہ اس نیکی کو وقت ضائع کرنے کے مترادف خیال کرتے ہیں ایسے گھرانوں میں بے دینی کی فضا اور وبا جنم لیتی ہے۔

قرآن کریم کے سیکھنے اور سکھانے کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بہت ہی واضح ارشاد ہے۔

"ان افضلکم من تعلّم القراٰن وعلّمہ" (بخاری)

یقیناً تم میں سے قابل عزت و فضیلت وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ اس ارشاد مبارک پر عمل اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ تمام مسلمان قرآن کریم سیکھیں اور جو سیکھ چکے ہوں وہ دوسروں کو سکھائیں ایسے لوگ ہی اسلامی سوسائٹی میں افضلیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس ارشاد میں قرآن کریم کی تعلیم عام کرنے اور اس کی اشاعت کی تاکید کی گئی ہے اور یہ خوبی و نیکی وقتی نہیں ہونی چاہیئے بلکہ اس پر مداومت اختیار کرنے کا ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے:۔

"انما مثل صاحب القراٰن کمثل صاحب الابل المعقّلۃ ان عاھد علیھا امسکھا وان اطلقھا ذھبت" (بخاری)

یعنی قرآن والے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کا اونٹ بندھا ہوا ہو اگر وہ اس کی نگہبانی کرے گا تو اسے روکے رکھے گا اور اگر اسے چھوڑ دیگا تو وہ چلا جائے گا۔ اس ارشاد مبارک میں آپ نے انتباہ فرمایا ہے کہ قرآن کریم ہر نسل ہر پود اور ہر وقت کے لئے ہم سب کے لئے قندیل اور مشعل کی حیثیت رکھتا ہے جو لوگ اس کی تلاوت اور تعلیم پر مداومت کرتے ہیں وہی کامیاب ہیں قرآن کریم کی تلاوت سے تمام کدورتیں اور آلائشیں دھل جاتی ہیں اور فطرت انسانی اس کلام مبارک کی تلاوت کے وقت خاص اثر اور وجد کی کیفیت کو لئے ہوتی ہے۔ تلاوت قرآن بغیر ناظرہ کے نہیں ہو سکتی اور اس پہلی منزل کے بعد اپنی اپنی استعداد کے مطابق قرآنی مضامین پر تدبر کیا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ الخیر کلہ فی القراٰن کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں"

(۴)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اور اتباع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کریم کو صحیح تلفظ اور لہجہ کے ساتھ ادا کرتے تھے مگر امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ جب خلفاء راشدین۔ زید بن ثابتؓ، ابی بن کعب، عبد اللہ بن مسعود، سالم بن معقل، معاذ بن جبل جیسے مشہور قراء وفات پا گئے تو قرأت کے فن کو غیر معمولی دھکا لگا۔ مگر دوسری صدی کے ابتداء میں بعض لوگوں کو اس امر کا شدید احساس ہوا اور عشق قرآن نے ان کو مجبور کیا تو انہوں نے صحابہ کی طرف سے روایت کردہ قراتوں کو جمع کیا اور اس کو سیکھا اور اپنی زبانوں کو مشق سے صیقل کیا۔ اس محنت کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے

"من لم یتغنّ بالقراٰن فلیس منّا"

کہ جو شخص قرآن کریم کو اچھی آواز سے نہیں پڑھتا اس کا ہم سے رابطہ محبت و اخلاص نہیں ہے۔

عربی زبان کے حروف و کلمات اپنے تلفظ اور طرز ادائیگی میں عجائبات اور فطرتی خصوصیات رکھتے ہیں اگر عربی الفاظ ایسے صحیح مخارج سے نہ نکالے جائیں تو معانی "کلیۃً" بدل جاتے ہیں اسلئے ضروری ہے کہ ہر حرف اور ہر لفظ کو اس کے صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کیا جائے تاکہ بالخصوص حروف متشابہہ کا فرق واضح ہو جائے۔ مثال کے طور پر ا۔ ع۔ س۔ ث۔ ص۔ ق۔ ک۔ د۔ ض۔ ذ۔ ز۔ ظ۔ ت۔ ط۔ ح۔ ہ حروف کی ادائیگی عامۃ الناس ایک ہی طرح سے کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے مخارج الگ الگ ہیں اور اگر ان حروف کو ان کے مخارج سے نہ نکالا جائے تو معانی بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ صوت کے معنے آواز کے ہیں اور اس کے بالمقابل سوط کے معنے کوڑا یا بید کے ہیں ان دونوں لفظوں میں بلحاظ ادائیگی و تلفظ کے فرق رکھنا پڑے گا اور بولنے کے وقت مد و جزر کی کیفیت کو بھی ملحوظ رکھنا پڑے گا مگر تکلف یا محض ترنم کی صورت اختیار کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ اسلئے قرآن کریم ناظرہ کے ساتھ ساتھ حروف کی صحت کا خیال رکھا جائے تو بچپن سے ہی قرآن کریم صحیح پڑھا جا سکتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کی تعمیل بھی ہو جاتی ہے کہ قرآن کریم اچھی آواز سے پڑھا جائے۔

الغرض قرآنی عشق کی بنیادی منزل قرآن کریم کو ناظرہ پڑھنے سے شروع ہوتی ہے اور اسکے ساتھ ہی ساتھ زبان کو صیقل کرتے ہوئے قرآنی حروف اور الفاظ کے مخارج درست کرتے رہنا چاہیئے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حال ہی میں اپنے روح پرور خطبات میں قرآن کریم ناظرہ پڑھنے اور پڑھانے کے لئے احباب جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ

"پس تم اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اپنی نسلوں پر رحم کرو۔ اپنے خاندانوں پر رحم کرو اور پھر ان گھروں پر رحم کرو جن میں تم سکونت پذیر ہو۔ کیونکہ قرآن کریم کے بغیر آپ کے گھر بھی بے برکت رہیں گے۔ ہر احمدی کا گھر ایسا ہونا چاہیئے کہ اس میں رہنے والا ہر فرد جو اس عمر کا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ سکتا ہو صبح کے وقت اس کی تلاوت کر رہا ہوتا" (خطبہ جمعہ ۱۹ فروری ۱۹۶۶ء)

مبارک ہیں وہ جو اس ارشاد بالا پر عمل کرتے ہیں اور رضائے ربانی حاصل کرتے ہیں۔

دفتر الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت اپنے چٹ نمبر کا حوالہ اور پتہ خوشخط لکھا کریں۔

ہمدرد نسواں (اٹھرا کی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس بیس ۲۰/- روپے

تحریکِ وصیّت

ذیل میں چند ضروری اقتباسات رسالہ الوصیت (مصنفہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے نقل کئے جاتے ہیں۔ جن سے حضور کی اس تصنیف کی ضرورت و اہمیت۔ اور نظام وصیت کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ تا جماعت کے وہ دوست جو اس وقت تک "نظام وصیت" میں شامل نہیں ہیں اس بات کو سمجھ لیں کہ اس نظام میں شامل ہونا کیوں ضروری ہے۔ یہ اقتباسات مکمل نہیں ہیں۔ بلکہ دنفس ضرورت کی حد تک لئے گئے ہیں۔ تفصیل کے لئے رسالہ الوصیت ملاحظہ فرمایا جائے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

(۱) رسالہ الوصیۃ کی اہمیّت

"مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب ہماری جماعت میں سے جن کو یہ تحریر ملے وہ اپنے دوستوں میں اس کو مشتہر کریں۔ اور جہاں تک ممکن ہو اس کی اشاعت کریں۔ اور اپنی آئندہ نسل کے لئے اسکو محفوظ رکھیں۔ اور مخالفوں کو بھی مہذب طریق پر اس سے اطلاع دیں اور ہر ایک بدگو کی بدگوئی پر صبر کریں اور دعا میں لگے رہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"

(۲) اللہ تعالیٰ کے قرب کا میدان:۔

"تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے تمہارا خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہو جانا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔"

(۳) بہشتی مقبرہ:۔

"ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔"

(۴) اُنْزِلَ فِیْهَا كُلُّ رَحْمَةٍ

اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا۔ اُنْزِلَ فِیْهَا كُلُّ رَحْمَةٍ۔ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔"

(۵) بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے شرائط:۔

ا۔ "ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے (یہ چندہ صدر انجمن احمدیہ کی اصطلاح میں چندہ شرط اول کے نام سے موسوم ہے۔ اور صرف ایک ہی مرتبہ وصیت کے ساتھ ادا کرنا ہوتا ہے۔ ناقل)

ب۔ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا۔ جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ (⅓ تک۔ ناقل) لکھ دے۔ لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔"

ج۔ "جو احباب کوئی جائداد نہیں رکھتے مگر آمدنی کی کوئی سبیل رکھتے ہیں وہ اپنی آمدنی کا کم از کم 1/10 حصہ ماہوار انجمن کے سپرد کریں"۔ (زیادہ سے زیادہ ⅓ ناقل)

د۔ "اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو۔ اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔"

٦۔ خدا تعالیٰ کا ارادہ

"واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں۔ تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔"

حُقّہ ترک کرنے کے متعلق ارشادات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اگر حقہ نوشی یا سگریٹ نوشی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتی تو آپ اسے ضرور منع فرماتے"۔ (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۴ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اس کے بعد میں ایک اور نصیحت کرتا ہوں اور وہ یہ کہ حُقّہ بہت بُری چیز ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو یہ چھوڑ دینا چاہیئے ۔۔۔۔۔۔۔ اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں۔ کہ حقہ پینے والے کو خدائی الہام ہوتے ہیں تو کہنا پڑے گا کہ وہ الہام اعلیٰ درجہ کے نہ ہونگے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو یہاں تک فرماتے ہیں۔ کہ لہسن کھا کر مسجد میں نہ آؤ۔ اس کی بدبو کی وجہ سے فرشتے نہیں آتے ۔۔۔۔۔۔۔ ان حدیثوں کے ہوتے ہوئے کس طرح مان لیں۔ کہ حقہ پینے والے کے پاس فرشتے آتے ہیں جبکہ حقہ کی بدبو لہسن سے بھی زیادہ خراب ہوتی ہے ۔۔۔۔ پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر احتیاط کرتے تھے۔ تو جو شخص الہام کا مدعی ہے یا جسے خواہش ہے۔ کہ الہام ہو۔ اسے بھی حقہ سے بچنا چاہیئے۔

پھر میں کہتا ہوں۔ ممکن ہے ایسے شخص کو الہام بھی ہو جائے۔ مگر اعلیٰ درجہ کے الہام نہیں ہوں گے تو ہم نہیں کہ سکتے۔ کہ اگر وہ حقہ نہ پیتا تو اس سے اعلیٰ الہام اسے ہوتا۔ جیسا کہ حقہ پینے کی عادت رکھنے والے کو ہوا۔ اسکے پاس اونچے فرشتے آجاتے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے۔ بعض اوقات کنجنی کو بھی الہام ہو جاتا ہے۔ وہاں فرشتے جاتے ہیں یا نہیں۔ اس قسم کے فرشتے حقہ پینے والے کے پاس آجاتے ہوں گے۔ پس اگر کسی حقہ پینے والے کو الہام ہوتا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ اسکے لئے خوشی کی بات نہیں۔ لیکن اگر وہ حقہ پینا چھوڑ دیتا تو اسکے پاس اعلیٰ درجہ کے فرشتے آتے" (منہاج الطالبین صفحہ ۱۳۔۱۴)

اسی کتاب کے صفحہ ۱۴ پر حضور فرماتے ہیں:۔

"اس وقت میں ضمناً کہہ دینا چاہتا ہوں اور پہلے بھی کئی بار اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ حقہ بہت گندی چیز ہے۔ اسی طرح دوسرے نشے بھی سخت مضر ہیں۔ ان کو ترک کر دینا چاہیئے۔"

احباب جماعت کو چاہیئے کہ ان ارشادات کی روشنی میں اپنا عمل بنائیں۔ اور نیک نمونہ قائم کریں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

ضرورت سٹور کیپر

سندھ جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری کنری ضلع تھرپارکر کے لئے ایک سٹور کیپر کی ضرورت ہے جس کی تعلیمی قابلیت میٹرک ہو۔ مشینری کے پرزوں اور ٹولز سے عام واقفیت رکھتا ہو۔ عمرہ ۳۰ سال سے کم نہ ہو۔ کامیاب ہونے والے امیدوار کو ۱۰۰۰ روپے نقد بطور ضمانت جمع کرنے ہوں گے اور ایک ہزار روپیہ کی شخصی ضمانت دینی ہوگی۔ تنخواہ حسب لیاقت و تجربہ دی جائے گی۔ درخواستیں یکم اپریل ۶۱ء تک امیر مقامی اور صدر مقامی کی تصدیق کے ساتھ مندرجہ بالا پتہ پر پہنچ جانی چاہئیں۔

مینیجر

ھو الشافی

مقوی معدہ

یہ دوا معدہ کو طاقت دیتی ہے تبخیر معدہ کو روکتی ہے۔ ریاح کو توڑتی ہے۔ بواسیر کو دور کرتی ہے بدن کو طاقت دیتی ہے کورس چالیس خوراک ۔۔ ۴ روپیہ ۲۰ خوراک ۔۔ ۲ روپیہ۔

جوابی کارڈ آنے پر مشورہ مفت

احمدیہ دواخانہ متصل ٹی۔آئی پرائمری سکول ربوہ

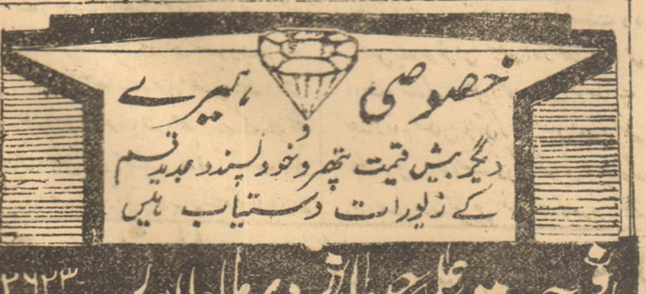

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جارہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر مع ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مثل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔

۳۔ وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ کریں

مسل ۱۸۱۳۴

میں محمد حسین ولد چوہدری فضل دین قوم جٹ کاہلوں پیشہ ملازمت عمر ۵۵ سال بیعت اپریل ۱۹۱۹ء ساکن ڈگری چک ۱۲۱ ڈاک خانہ پنجل چک ۱۲۱ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰ر اگست ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۳۲۰ روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ تحریر ۱۰-۸-۶۱۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد: محمد حسین مکان ۹/ے محلہ دار الصدر غربی الف ربوہ۔

گواہ شد: غلام رسول صوبیدار وصیت ۱۱۴۰۳ مکان ۱۹/ ۸ دار الصدر غربی ربوہ

گواہ شد:۔ لبشر احمد ولد چوہدری برکت علی مکان نمبر ۱۲/۱ دار الصدر ربوہ

مسل ۱۸۱۳۳

میں سید منصور احمد ولد سید محمد اقبال شاہ قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۱۲ سال پیدائشی احمدی ساکن نیروبی صوبہ کینیا (مشرقی افریقہ) بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶ر اگست ۱۹۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں کیونکہ میرے والد محترم ابھی بفضل خدا بقید حیات ہیں۔ اگر میں آئندہ کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔

اس وقت میرا گزارہ ماہانہ آمد پر ہے جو ۶۰۰ شلنگ ماہوار ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی اس آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد: سید منصور احمد شاہ پوسٹ بکس نمبر ۵۰۳۳ نیروبی

گواہ شد۔ عبدالسلام بھٹی سیکرٹری احمدیہ مسلم مشن نیروبی

گواہ شد۔ نور الحق انور امیر جماعت احمدیہ کینیا۔

مسل ۱۸۱۳۲

میں شاہدہ پروین بنت ماسٹر اسلام باری صاحب قوم ککے زئی پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن منٹگمری۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ اپنے والد صاحب کی آمدن پر ہے۔ وہ مجھے جیب خرچ دیتے ہیں۔ جو اس وقت پانچ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔

الامۃ:۔ شاہدہ پروین بنت ماسٹر اسلام باری صاحب مکان ۳۷۳/ب نئی آبادی کربلا روڈ منٹگمری

گواہ شد:۔ اسلام باری مکان "

گواہ شد:۔ فقیر اللہ مکان ۹۱۶ حر منٹگمری

رجسٹریشن بورڈ کے امتحان کے لیے ہومیو پیتھی رجسٹریشن کورس رسالہ جوابات ۶ پرچے
ایچ پی فارمیسی دھوریہ (کھاریاں) گجرات

برائے فروخت

صافی جنرل سٹور متصل لاہور ہاؤس غلہ منڈی ربوہ برائے فروخت حاضر ہے۔ ضرورت مند اصحاب تشریف لائیں۔ نیز سستی اشیا خریدنے کے لیے ہمیں موقع دیں۔
پروپرائٹر۔ عبدالستار خان صافی

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

دیکھئے ——!
کس کی جھولی میں گرے

انعامات کی کل رقم ۵۰ ہزار روپے
پہلا انعام بیس ہزار روپے

دس روپے والے انعامی بونڈ

کے ہر سلسلے پر ہر سہ ماہی میں بیس ہزار روپے سے سو روپے تک کے ۱۲۶ انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ ہر سلسلے کے زیادہ سے زیادہ بونڈ خریدیئے اور انہیں اپنے پاس رکھئے تاکہ آپ کو انعام حاصل کرنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع مل سکیں۔

۱۵ر اپریل ۱۹۶۶ء کی قرعہ اندازی کے لئے ۱۴ر مارچ تک بونڈ خرید لیجئے

انعامی بونڈ

جیتئے بار بار — بچت کیجئے — اپنے وطن کے لئے

وطن کی ترقی اور حفاظت کے لئے
منظور شدہ بینکوں اور ڈاکخانوں سے ملتے ہیں۔

MAKFA   DFP 97/65

چندہ مسجد ڈنمارک اور احمدی مستورات کا فرض!

(حضرت سیدہ اُم متین مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

اَلحَمدُ لِلّٰہِ کہ ۹ فروری سے ۲۸ فروری تک کُل وعدہ جات دو ہزار چار سو اٹھانوے روپے کے وصول ہوئے ہیں اور دو ہزار پانچ سو اٹھائیس روپے وصول ہوئے ہیں گویا آخر فروری تک کُل وعدہ جات ۲،۷۵،۱۰۱ کے وصول ہو چکے ہیں اور کُل وصولی ۲،۲۷،۱۱۲ روپے ہو چکی ہے۔

اس سلسلہ میں مسرت کے ساتھ یہ بھی اعلان کرتی ہوں کہ لجنہ اماء اللہ لاہور نے مسجد ڈنمارک کی تحریک ہونے پر تیس ہزار کا وعدہ پیش کیا تھا۔ ان کی طرف سے خدا تعالیٰ کے فضل سے اِس وقت تک ۸۸/۳۵۱،۱۱ روپے وصول ہو چکے ہیں۔ میں امید کرتی ہوں کہ وہ کوشش کر کے اپنے تیس ہزار کے وعدہ کو بڑھا کر ساٹھ ہزار تک پہنچا دیں گی لجنہ کے علاوہ ناصرات الاحمدیہ لاہور نے بھی تین سو کی رقم ادا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مزید قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ باقی لجنات کی وصولی کی میزان بھی باری باری عنقریب شائع کر دی جائے گی۔

اس سلسلہ میں یہ بھی اعلان کرنا چاہتی ہوں کہ لجنہ مرکزیہ مسجد ڈنمارک کا چندہ ختم ہونے کے بعد چندہ دہندگان کے نام کتابی صورت میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تمام عہدہ دار جو چندہ مسجد بھجوائیں وہ چندہ دہندگان کے نام تفصیل وار مع مکمل پتے بھجوایا کریں۔ تاکہ ریکارڈ میں کوئی غلطی نہ رہ جائے

مسجد کی تعمیر کیلئے مطالبہ تین لاکھ روپے ہے جس میں سے دو لاکھ ستائیس ہزار جمع ہو چکا ہے۔ مسجد کی بنیاد انشاء اللہ عنقریب رکھی جانے والی ہے۔ میں تمام لجنات کی عہدہ داران کو توجہ دلاتی ہوں کہ وہ جلد از جلد اپنے وعدہ جات کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اور جن بہنوں سے ابھی تک وعدہ جات نہیں لئے گئے ان کو اس تحریک کی اہمیت بتا کر ان سے وعدے کروائیں اور کوشش کریں کہ ایک عورت بھی ایسی نہ رہے جو اس تحریک میں شامل نہ ہوئی ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اسلام کے غلبہ کے لئے مفید کارکن بنیں اور ہماری کوششوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اسلام کے غلبہ کا دن ہماری زندگیوں میں لے آئے۔ رَبَّنَا تَقَبَّل مِنَّا اِنَّکَ اَنتَ السَّمِیعُ العَلِیمُ۔

خاکسار مریم صدیقہ
صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ
۶ مارچ ۶۶ء

تعلیم الاسلام کالج سٹوڈنٹس یونین کے
بارہویں کُل پاکستان بین الکلیاتی سالانہ اُردو انگریزی مباحثے

اُردو مباحثہ میں ٹرافی گورنمنٹ کالج لاہور اور انگریزی مباحثہ میں ٹرافی ڈو میڈیکل کالج کراچی نے جیتی

ربوہ — تعلیم الاسلام کالج سٹوڈنٹس یونین کے زیر اہتمام بارہویں آل پاکستان بین الکلیاتی سالانہ اُردو و انگریزی مباحثے مورخہ ۵، ۶ مارچ ۱۹۶۶ء کو اپنی روایتی شان کے ساتھ کالج ہال میں منعقد ہوئے۔ اُردو مباحثہ میں پاکستان بھر کے ۲۸ اور انگریزی مباحثہ میں ۲۲ کالجوں کے طلبہ نے حصہ لیا۔ ان میں لائل پور، سرگودہا اور جوہر آباد کے علاوہ لاہور، گجرات، جہلم، راولپنڈی، ملتان بہاولپور اور کراچی تک کے کالج شامل تھے۔ شریک ہونے والے کالجوں کی تعداد کے لحاظ سے کالج کی تاریخ میں یہ سب سے بڑا مباحثہ تھا امسال اِن مباحثات میں ایک نئی روایت یہ قائم ہوئی کہ ہر دو مباحثات میں اوّل اور دوم آنے والے طلباء کو دوسرے انعامات کی بجائے علی الترتیب طلائی اور نقرئی تمغے بطور انعام دئیے گئے۔ ہر دو مباحثوں میں صدارت کے فرائض کالج یونین کے سٹوڈنٹ پریذیڈنٹ نسیم احمد سیفی نے ادا کئے۔ مورخہ ۶ مارچ کی رات کو مباحثات کے اختتام پر امتیاز حاصل کرنے والے کالجوں اور طلباء میں انعامات محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے (کینٹب) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج نے تقسیم فرمائے۔

انگریزی مباحثہ

انگریزی مباحثہ مورخہ ۵ مارچ کو سات بجے شام منعقد ہوا۔ موضوع بحث تھا:۔ "Kashmir is a military Problem"۔ تعلیم الاسلام کالج کے مقرر نعیم عثمان نے قائد ایوان کی حیثیت سے موضوع زیر بحث کے حق میں تقریر کر کے بحث کا آغاز کیا ان کے بعد تعلیم الاسلام کالج کے دوسرے مقرر شیخ مبشر احمد نے قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے موضوع کی مخالفت میں تقریر کی۔ ازاں بعد ۲۲ کالجوں کے طلبہ نے باری باری موضوع کے حق اور اس کی مخالفت میں تقاریر کیں۔ اِس مباحثہ میں منصفی کے فرائض (۱) محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے (کینٹب) منصف اعلیٰ (۲) محترم مولانا نسیم سیفی صاحب سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ اور (۳) محترم پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خاں صاحب ایم۔ ایس سی، پی ایچ۔ ڈی نے ادا فرمائے منصفین کے فیصلہ کے مطابق اوّل انعام (گولڈ میڈل) کے حقدار شوکت عمر لاء کالج لاہور قرار پائے۔ دوم انعام (سلور میڈل) کا حقدار رشید احمد گورنمنٹ کالج لاہور کو قرار دیا گیا۔ سوم پوزیشن شاہجہاں بیگ ڈو میڈیکل کالج کراچی اور اعجاز رحیم گورنمنٹ کالج لاہور نے حاصل کی۔ حوصلہ افزائی کا انعام تجمل حسین گورنمنٹ کالج راولپنڈی کو ملا، مجموعی لحاظ سے ٹرافی گورنمنٹ کالج لاہور نے جیتی۔

اُردو مباحثہ

اردو مباحثہ مورخہ ۶ مارچ کو سالانہ ڈنر کے بعد ۱/۲ ۷ بجے رات منعقد ہوا جو پونے تین بجے رات تک جاری رہا۔ اِس میں موضوع بحث تھا "معاہدات مسائل کو سلجھاتے نہیں الجھاتے ہیں" تعلیم الاسلام کالج کے صاحبزادہ جمیل لطیف نے قائد ایوان کی حیثیت سے موضوع کے حق میں تقریر کر کے بحث کا آغاز کیا ان کے بعد ٹی آئی کالج ہی کے ایک اور مقرر صاحبزادہ مرزا فرید احمد نے موضوع کی مخالفت میں تقریر کر کے قائد ایوان کی تقریر کا جواب دیا۔ ازاں بعد ۲۸ کالجوں کے مقررین نے باری باری موضوع کے حق اور اس کی مخالفت میں تقاریر کیں۔ اس مباحثہ میں منصفی کے فرائض محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر سابق مبلغ انچارج گھانا (منصف اعلیٰ)، محترم مولانا غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ اور محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے نے ادا فرمائے۔ منصف صاحبان کے فیصلے کے بموجب اوّل انعام (گولڈ میڈل) کے حقدار شاہجہاں بیگ ڈو میڈیکل کراچی قرار پائے۔ دوم انعام (سلور میڈل) کا حقدار محمود علی ڈو میڈیکل کالج کراچی کو قرار دیا گیا۔ ریاض احمد گورنمنٹ کالج لائل پور سوم رہے اور حوصلہ افزائی کا انعام ذوالقرنین گورنمنٹ کالج سرگودہا کو ملا۔ مجموعی لحاظ سے ٹرافی ڈو میڈیکل کالج کراچی نے جیتی۔

مباحثہ کے اختتام پر محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے (کینٹب) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج نے انعامات تقسیم فرمائے جس کے بعد بارہویں کُل پاکستان بین الکلیاتی سالانہ مباحثات پونے تین بجے شب نہایت درجہ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئے۔

ضروری اعلان

ربوہ — کل مورخہ ۱۱/۳/۶۶ بروز جمعہ بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں چند علمی تقاریر ہوں گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس اجلاس کا افتتاح فرمائیں گے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴